تجارتی زمینوں اور مکانوں پر زکوۃ وعشر کی شرعی حیثیت

مفتی محمد خالد بٹ قادری

زکوۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔قران مقدس میں بہت سی آیات مبارکہ اس کی اہمیت وفضیلت کو واضح کرتی ہیں۔اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔ومما رزقنٰهم يُنفقون(۲:۳)

اورفرماتا ہے۔خذمن اموالهم صدقة تُطهّرهم وتُزكّيهم بها(۱۰۳:۱)

اورفرماتا ہے الذّين هم للزّكوٰة فٰعلون(۲۳:۴)

اس کے علاوہ بھی بکثرت آیات مبارکہ وارد ہوئی ہیں جن سے اس کی رفعت شان کا بخوبی انداز ہو جاتا ہے۔

بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث مبارک ہے۔

عن ابن عبّاس رضى الله تعالىٰ عنهماانّ النبى ﷺ بعث معاذا رضى الله تعالىٰ عنه الى اليمن فقال ادعهم الى شهادة ان لااله الا الله وانّى رسول الله فان هم اطاعوا لذالک فاعلمهم انّ الله قد افترض عليهم خمس صلوات فى يوم وليلة فان هم اطاعوا لذالک فاعلهم انّ الله افترض عليهم صدقة فى اموالهم تُؤخذ من اغنيائهم وتُردعلى فقرائهم۔

ترجمہ:۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ان کو دعوت دو کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، پس اگر وہ اس کی اطاعت کرلیں تو پھر ان کو یہ خبر دو کہ اللہ

تعالیٰ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس کی اطاعت کرلیں تو پھر ان کو خبر دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر خرچ کی جائے گی۔

اس کے علاوہ بے شمار احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں وعید کا بیان ہے۔

جان لیں کہ زکوٰۃ صرف تین چیزوں پہ ہے۔

۱۔سونا چاندی کیسے ہی ہوں، پہننے کے ہوں یا برتنے کے یا رکھنے کے، سکہّ ہوں یا ورق۔

۲۔ چرائی پہ چھوٹے جانور۔

۳۔تجارت کا مال۔ باقی کسی چیز پہ نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ، ج۱۰، ص۱۶۱؛ بدائع الصنائع، ج۲، ص۴۰۵ بیروت)

اس کے علاوہ زمینوں اور مکانات پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی خواہ کتنی ہی مالیت کے کیوں نہ ہوں۔

لیکن جو زمینیں اور مکانات تجارت کی نیت سے خریدے گئے ہیں ان کی مالیت پر زکوٰۃ ہوگی۔لیکن جو زمین تجارت کی غرض سے خریدی گئی ہو خواہ وہ عشری ہو یا خراجی اگر ان میں کوئی فصل کاشت کردی گئی ہو تو اب ان میں فریضہ عشر یا خراج لازم ہوگا، زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اس لیے کہ زکوٰۃ واجب کرنے کی صورت میں ایک ہی شے میں فریضہ کا تکرار لازم آتا ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

فتاوی شامی ہے۔

لا زکاۃ فیھما نواہ للتجارۃ من نحو ارض عشریۃ او خراجیۃ لئلا یؤدی الی تکرار الزکاۃ لأن العشر و الخراج زکاۃ ایضا۔

(ردالمحتار۔ج۳، ص۱۹۴ بیروت)

درمختار میں ہے۔

لو شری ارضا خراجیۃ ناویا للتجارۃ او عشریۃ وزرعھا أ وبذرا للتجارۃ وزرعہ لا یکون لقیام المانع

اگر خراجی زمین تجارت کی نیت سے خریدی یا عشری زمین (تجارت کی نیت سے خریدی) اور اس میں فصل کاشت کرڈالی یا بیج تجارت کے لیے خریدا اور اس کو بودیا تو اسمیں زکوٰۃ نہ ہوگی مانع پائے جانے کی وجہ

سے۔اس عبارت کی تحت علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں۔

ماذكره الشارع من عدم وجواب الزكاة فى الارض المشرية للتجارة وانما فيها العشر او الخراج للمانع المزكور.قال فى البدائع :هو الرواية المشهورة عن ا صحابنا۔(ردالمختار،۳،۱۹۶ بیروت)

شارح نے تجارت کیلئے خریدی گئی زمین میں جو زکوٰۃ کے واجب نہ ہونے کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں عشر یا خراج ہوگا تو یہ مذکور مانع کی وجہ سے ہے اور بدائع الصنائع میں فرمایا: یہ ہمارے اصحاب سے مشہور روایت ہے۔

اور بدائع الصنائع میں ہے۔

قال اصحابنافى من اشتراه ارض عشر للتجارة او اشترى ارض خراج للتجارة ان فيها العشر او الخراج ولا تجب زكاة التجارة مع احدهما هو الرواية المشهورة عنهم۔

ہمارے اصحاب نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے عشری زمین تجارت کے لیے خریدی یا خراجی زمین تجارت کے لیے خریدی تو اس زمین میں عشر یا خراج ہوگا،ان میں سے کسی ایک کے ہوتے ہوئے تجارت کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور یہ ہمارے اصحاب سے مشہور روایت منقول ہے۔ (بدائع الصنائع،ج۲،ص۵۰۲ بیروت)

البتہ اگر غیر عشری یا غیر خراجی زمین تجارت کی نیت سے خریدی گئی یا عشری زمین ہی تجارت کی غرض سے خریدی گئی لیکن ان میں کوئی فصل کاشت نہ کی اور وہ خالی پڑی رہی تو چونکہ ان کو تجارتی نکتہ نظر سے خریدا گیا ہے لہٰذا یہ تمام زمینیں مال تجارت میں شمار ہوں گی اور سال گزرنے پر ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

فتاوٰی شامی میں ہے۔

ومفهومه انّه اذا لم يزرعها تجب زكاة التجارة فيها لعدم وجوب العشر فلم يوجد المانع ۔

(مذکورہ عبارت کا) مفہوم یہ ہے کہ جب زمین کو کاشت نہ کیا تو اس میں تجارت کی زکوٰۃ ہوگی عشر واجب نہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ مانع ہی نہیں پایا گیا۔ (ردالمختار،ج۳،ص۱۹۵ بیروت)

هر چه بکند نمکش می زنند ......☆...... وای به روزی که بگند نمک

اذا اشتری ارضا عشریة للتجارة فلاشئی علیه الاّ العشر ۔اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقالت الحنفية :فلو اشتری ارض عشر وزرعها او بذرا وزرعه وجب فی الزرع الخارج العشر دون الزكاة امّا اذا لم يزرع الارض العشرية فانّ الزكاة تجب فی قيمتها بخلاف الارض الخراجية فان الزكاة لا تجب فيها وان لم يزرعها۔ (الملتقط فی الفتاوٰی الحنفیۃ،ص۷۰)

احناف نے فرمایا اگر کسی نے عشری زمین خریدی اور اس کو کاشت کر دیا یا بیج خریدا اس کو بو دیا تو حاصل ہونے والی کھیتی میں عشر ہوگا زکوٰۃ نہ ہوگی اگر عشری زمین کو کاشت نہ کیا تو اس زمین کی قیمت میں زکوٰۃ واجب ہوگی بخلاف خراجی زمینوں کے کہ اگر چہ ان کو کاشت نہ بھی کیا ہو تب بھی ان میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

بدائع الصنائع میں ہے۔''فصل فی نصاب اموال التجارۃ'' کے تحت لکھتے ہیں۔

سواء كان التجارة عروضا او عقارا او شيئا مما يكال او يوزن

(بدائع الصنائع،ج۲،ص۴۱۶بیروت)

(اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہوگی)خواہ مال تجارت سامان ہو،زمینیں ہوں یا کوئی ماپی یا تولی جانے والی چیزیں ہوں۔

اسی طرح تجارتی مکانات اور دکانوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی المبسوط للسرخسی میں ہے۔

لو اشتری دار للتجارة وليس فی رقبة الدار وظيفة اخریٰ تعمل نيت التجارة فيها حتیٰ تلزم الزكاة ۔ (المبسوط للسرخسی،ج۳،ص۴۹بیروت)

اگر تجارت کے لیے گھر خریدا اور گھر کے رقبہ پر کوئی دوسرا فریضہ لازم نہیں تو تجارت کی نیت اثر دکھائے گی یہاں تک کہ اس گھر کی مالیت پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔حاصل کلام یہ ہے کہ تجارت کی نیت سے خریدی گئی زمینوں،مکانات اور دکانوں وغیرہ کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال پورا ہونے پر دیگر اموال کے ساتھ ان کی زکوٰۃ بھی ادا کی جائے گی۔ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ترحوالولیدوقداعیاک والدہ ...... ☆......ومارجاوک بعدالوالدالولدا